قسط (۱۳)

احکامِ شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت

مولانا محمد تقی صاحب امینی - ناظمِ دینیات - مسلم یونیورسٹی علی گڈھ

(گذشتہ سے پیوستہ)

احرام سے پہلے خوشبو لگانے کی ممانعت کردی

(۲۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو لگا کر حج کو تشریف لے جاتے تھے خود حضرت عائشہ صدیقہ رض فرماتی ہیں:

کانی انظر الی وبیض الطیب فی مفارق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو محرم [1]

احرام کی حالت میں گویا کہ میں رسول اللہ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں۔

لیکن حضرت عمر رض نے احرام سے پہلے خوشبو لگانے کی ممانعت کردی چنانچہ

"حضرت عمر رض نے حج کے موقع پر مقام ذوالحلیفہ میں خوشبو کی مہک محسوس کی دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت معاویہ رض کے بدن سے خوشبو آرہی ہے جب ان سے بازپرس کی تو انھوں نے کہا کہ آپ مجھے تنبیہ کرنے میں جلدی نہ کیجئے میں نے از خود نہیں کیا ہے بلکہ ام حبیبہ رض (معاویہ رض کی صاحبزادی اور ام المومنین رض) نے یہ خوشبو لگا کر قسم دی ہے کہ میں اس کو نہ زائل کروں، حضرت عمر رض نے فرمایا کہ میں بھی آپ کو قسم دیتا ہوں آپ ان سے کہیں کہ اس خوشبو کو وہ دھوئیں جبکہ انھوں نے ہی لگائی ہے حضرت معاویہ رض نے حکم کی تعمیل کی"۔ [2]

---

[1] بخاری ومسلم از مشکوٰۃ باب الاحرام۔ [2] فقہ عمر کتاب الحج ص ۱۱۶

ایک اور روایت میں ہے کہ امیر معاویہ رضؓ نے اپنا وہ کپڑا علیحدہ کر دیا جس سے خوشبو آ رہی تھی۔[1]
شاہ ولی اللہ کی رائے ہے کہ حضرت عمرؓ کو حضرت عائشہؓ کی مذکورہ روایت کی خبر نہ تھی۔[2]

مجرم کے لئے شہر بدر کے حکم کو منسوخ کر دیا

(۲۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زانی غیر شادی شدہ کے لئے سو درے اور ایک سال کی جلا وطنی کا حکم دیا ہے:

یامر فیمن زنی ولم یحصن جلد مائۃ وتغریب عام۔[3]	زانی غیر محصن کے لئے رسول اللہ سو درے اور ایک سال کے لئے شہر بدر کا حکم دیتے تھے۔

لیکن ربیعہ بن امیہ بن خلف جب شراب پینے کے جرم میں ماخوذ ہوئے اور ان کو شہر بدر کیا گیا۔ تو وہ رومیوں سے جا کر مل گئے اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا:

لا اغرب بعدھا احداً[4]	اس کے بعد کسی کو شہر بدر نہ کروں گا۔

اس میں زنا کی سزا کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا " ولم یستثن الزنا "[5]

تعزیری سزا حدود کی حد تک پہونچا دی

(۲۶) تعزیری سزاؤں میں اس بات کا لحاظ کیا جاتا تھا کہ ان کی مقدار حدود کی مقدار تک نہ پہونچے چنانچہ ایک موقع پر رسول اللہؐ نے فرمایا:

لا یجلد فوق عشر جلدات الا فی حد من حدود اللہ[6]	حدود کے علاوہ اور کسی سزا میں دس کوڑے سے زیادہ نہ مارے جائیں۔

لیکن حضرت عمرؓ نے اس شخص کو سو کوڑوں کی سزا دی جس نے بیت المال کی جعلی مہر بنالی تھی:

ان عمر بن الخطاب ضرب من نقش علی خاتمہ مائۃ۔[7]	حضرت عمرؓ نے اس شخص کو سو کوڑے مارے جس نے ان کی مہر کے مطابق نقش کیا تھا۔

زنا کی حرمت کا علم نہ ہونے کی صورت میں اس کی سزا نہ دینے کا حکم دیا

(۲۷) جس شخص کو زنا کی حرمت کا علم نہ ہو حضرت عمرؓ نے اس کو زنا کی سزا نہ دینے کا حکم دیا جیسا کہ ان کے کسی گورنر نے ایک ایسے شخص کے بارے

---

[1][2] فقہ عمر کتاب الحج ص۱۱۶۔ [3] بخاری و مشکوٰۃ کتاب الحدود۔ [4][5] تفسیر کبیر ج۶ ص۲۵۰ سورۂ نور بحث جلاو تغریب۔
[6] نووی شرح مسلم ج۲ باب قدر اسواط التعزیر ص۲۔

یں دریافت کیا جس نے زنا کیا تھا لیکن کہتا تھا کہ مجھے اس کی حرمت کا علم نہیں ہے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا:

ان کان علم ان الزنا حرمه فحدوه وان لم یعلم فاعلموه وان عاد فحدوه [1]

اگر زنا کی حرمت کا اس کو علم ہے تو اس کو حد لگاؤ اور اگر علم نہیں ہے تو اس کو مطلع کردو پھر اگر وہ دوبارہ کرے تو اس کو حد لگاؤ۔

حالانکہ قرآنِ حکیم میں ایسے شخص کی تخصیص نہیں ہے۔

خلوتِ صحیحہ میں پورے مہر کے وجوب کا حکم دیا

(۲۸) نکاح کے بعد اگر کوئی شخص تعلقات کی ادائیگی کے بغیر طلاق دیدے تو اس پر نصف مہر واجب ہوتا ہے۔ قرآنِ حکیم میں ہے:۔

وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ ۔ [2]

اگر تم عورتوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دیدو اور ان کا مہر مقرر کیا ہو تو مقررہ کا نصف دینا ہوگا۔

لیکن حضرت عمرؓ نے یہ وسعت کی کہ نکاح کے بعد اگر شوہر و بیوی کے درمیان خلوتِ صحیحہ ہو جائے جب بھی پورا مہر واجب ہوگا۔

عن عمر فی اغلاق الباب وارخاء الستر انه یوجب المهر [3]

حضرت عمرؓ دروازہ بند کردینے اور پردہ گرادینے میں پورا مہر واجب کرتے تھے۔

گھوڑوں میں صدقہ کا حکم دیا

(۲۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں کے بارے میں فرمایا:

لیس علی المسلم صدقة فی عبده ولا فی فرسه [4] مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے پر صدقہ نہیں ہے

ایک اور روایت میں ہے:

قد عفوت عن الخیل والرقیق [5]

میں نے غلام اور گھوڑے سے صدقہ معاف کردیا ہے

---

[1] کنز العمال ج ۳ کتاب الحدود من قسم الافعال۔ [2] سورہ بقرہ رکوع ۳۰۔ [3] مختصر المزنی باب الدخول و اغلاق الباب برحاشیہ کتاب الام ج ۴ ص ۳۷۔ [4] بخاری و مسلم و مشکوٰۃ باب ما یجب فیہ الزکوٰۃ۔ [5] ترمذی و ابوداؤد و مشکوٰۃ حوالۂ بالا۔

لیکن اسلامی مملکت میں جب تجارت اور افزائشِ نسل کے لئے گھوڑوں کی کثرت ہوگئی تو حضرت عمرؓ نے ان پر صدقہ مقرر کر دیا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے یہ فرمان صادر کیا:

گھوڑے میں دو بکری لی جائیں ورنہ دس یا بیس درہم لئے جائیں[1]

ایک موقع پر مسلمانوں نے ازخود غلام اور گھوڑے سے صدقہ لینے کی درخواست کی تھی۔

"حج کے موقع پر حضرت عمرؓ کی خدمت میں شام کے کچھ معززین نے حاضر ہو کر کہا کہ اے امیر المومنین ہمارے پاس بہت سے گھوڑے دوسرے جانور اور غلام وغیرہ ہیں آپ ان کا صدقہ لے کر ہمیں پاک کر دیجئے، آپ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ اور ابوبکرؓ نے تو گھوڑے اور غلام سے کوئی صدقہ نہیں لیا ہے، لیکن میں اہل الرائے سے مشورہ کر کے ابھی جواب دیتا ہوں چنانچہ آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا تو سب نے صدقہ وصول کرنے کی رائے دی"[2]

ایک اور روایت میں ہے:

ان عمر کان یاخذ من الفرس عشرۃ ومن البردون خمسۃ[3]	حضرت عمرؓ عربی گھوڑے میں دس اور عجمی میں پانچ درہم لیتے تھے۔

"سلب" سے بھی خمس وصول کیا (۳۰) میدانِ جنگ میں رسول اللہؐ کا یہ اعلان ہوتا تھا:

من قتل قتیلا فلہ سلبہ[4] جو شخص کسی کو قتل کر دے تو اس کا سامان و ہتھیار وغیرہ قاتل کو ملے گا۔

لیکن حضرت عمرؓ نے ہر موقع پر اس پر عمل نہیں کیا چنانچہ ایک جنگ میں براء بن مالک صحابیؓ نے ایرانی جنرل کو مار کر اس کی وردی اتاری جس میں پٹکے کے قیمتی پتھر اور بازوؤں پر لگے ہوئے دو سونے کے کڑے (تمغہ) تھے حضرت عمرؓ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے سب چیزیں لے کر فروخت کر دیں اور قیمت سے خمس (سرکاری حصہ) نکال کر باقی براءؓ بن مالک کو دے دیا۔[5]

---

[1] فقہ عمر کتاب الزکوٰۃ۔ [2] طحاوی ج۱ باب زکوٰۃ الخیل ص۳۱۱۔ [3] حوالۂ بالا۔

[4] احکام القرآن ج۳ سورۂ انفال فی سلب القتیل ص۵۴۔ [5] کتاب الاموال ص۳۱۳

چراگاہ کو بلامعاوضہ سرکاری تحویل میں لے لیا

(۳۱) حضرت عمرؓ نے اہلِ مدینہ کی چراگاہ کو سرکاری تحویل میں لے کر اس کا کوئی معاوضہ نہیں دیا حالانکہ اسلام لانے کے بعد جان و مال کی حفاظت کا قانون پہلے گذر چکا ہے ایک بدوی نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں آکر عرض کیا۔

یا امیر المومنین بلادنا قاتلنا علیہا	اے امیر المومنینؓ ہم نے اس کے لئے جاہلیت
فی الجاھلیۃ واسلمنا علیہا	میں جنگیں لڑی ہیں اور اسی پر اسلام لائے ہیں
فی الاسلام تحمی علینا۔	آپ ہمارے اوپر اس کی نگرانی کرتے ہیں۔

حضرت عمرؓ یہ سن کر غصہ میں بھر گئے:

فجعل عمر ینفخ و یفتل شاربہ [۱]	غصہ میں بھر گئے اور مونچھوں کو مروڑنے لگے۔

دار قطنی کی روایت میں ہے کہ جب وہ بدوی زیادہ اصرار کرنے لگا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا

المال مال اللہ والعباد عباد اللہ	مال اللہ کا مال ہے اور بندے اللہ کے بندے
ما انا بفاعل [۲]	ہیں میں ایسا نہ کروں گا

ابن حجر عسقلانی نے حضرت عمرؓ کے اس اقدام کی یہ وجہ بیان کی ہے:

لانہ کان مواتا فحماہ لنعم الصدقۃ	وہ بنجر زمین تھی حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کی مصلحت
لمصلحۃ المسلمین [۳]	کے پیشِ نظر اس کو صدقہ کے اونٹوں کیلئے خاص کر لیا تھا

لیکن محققین کے نزدیک وہ ایسی چراگاہ تھی جس سے اہلِ مدینہ اور قرب وجوار کے لوگ فائدہ اٹھاتے تھے۔ اور اس پر اہلِ مدینہ کی ملکیت مسلّم تھی جیسا کہ "ھنی" (عامل) کو حضرت عمرؓ کی درج ذیل ہدایات سے پتہ چلتا ہے:

(۱) لوگوں کی ایذادہی سے خود کو روکنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کہ وہ قبول کی جاتی ہے۔

(۲) اونٹوں کے گلہ اور بکریوں کے ریوڑ کو چرنے سے نہ روکنا خواہ امیر کے ہوں یا غریب کے ہوں۔

(۳) حضرت عثمانؓ اور عبد الرحمٰنؓ بن عوف نیز کسی چھوٹے ریوڑ والوں کو یہ موقع نہ دینا کہ وہ مجھ سے آکر شکایت کریں، اگر مویشی بھوک سے مرنے لگے تو ان کے مالک مویشیوں کو کھیتوں اور باغوں

---

[۱] بخاری ج ۱ باب اذا اسلم قوم فی دار الحرب الخ ص ۴۳۰ [۲] فتح الباری ج ۶ ص ۱۲۲ باب اذا اسلم قوم فی دار الحرب الخ
[۳] حوالۂ بالا۔

میں ہانک دیں گے جس سے انسانوں کی غذائیں جانوروں کے پیٹ میں چلی جائیں گی۔

(۴) اگر غریبوں کے ریوڑ چراگاہ میں آنے سے روک دیئے گئے تو یہ لوگ بال بچّوں کے ساتھ میرے سر چڑھیں گے، کیا میں ان کی زبوں حالی دیکھ سکوں گا؟ میرے لیئے اُن کو چراگاہ سے گھاس اور پانی دینا آسان ہے اس سے کہ بیت المال سے ان کو نقد دوں اگر تم نے معمولی بے اعتنائی بُرتی تو اہلِ مدینہ مجھ سے بدگمان ہوجائیں گے اور کہیں گے کہ ان کی چراگاہ کو میں نے سرکاری تحویل میں لے کر ان پر ظلم کیا ہے اور ان کے مویشی بھی وہاں سے ہنکا دیئے ہیں۔

میں مانتا ہوں کہ چراگاہ کی یہ زمین مدینہ کے مضافات میں ہے جس کے لیئے اہلِ مدینہ اسلام لانے سے قبل اور بعد دونوں حالتوں میں حملہ آوروں سے لڑتے رہے ہیں۔

خدا شاہد ہے اگر بیت المال کے مویشی اس کثرت سے نہ ہوتے تو ان کی بالشت بھر زمین بھی لینا پسند نہ کرتا۔

لولا المال الذی احمل علیہ	اگر فی سبیل اللہ کا اتنا مال نہ ہوتا تو ان کے
فی سبیل اللہ ماحمیت علیھم	شہروں سے ایک بالشت زمین کی بھی
من بلادھم شبراً۔ [1]	اُن پر نگرانی نہ کرتا۔

چراگاہ کے بارے میں اسلام کی اصلاحات

اسلام سے پہلے دستور تھا کہ زمیں دار اور قبیلہ کے سردار چراگاہ پر بلاشرکت غیرے قبضہ رکھتے تھے اور غریب عوام کو زمین کی قدرتی چیزوں گھاس اور جنگل کی لکڑی وغیرہ سے محروم رکھتے تھے اسلام نے اس ظالمانہ روش کو ختم کیا اور حکم دیا کہ تمام وہ چیزیں جن کی پیدائش اور کار آمد بنانے میں کسی کی محنت و قابلیت کو دخل نہیں ہے اس میں تمام انسان برابر کے شریک ہیں۔ چنانچہ زمانۂ خلافت میں اس قسم کی تمام چیزیں نہ کسی کی ملکیت ہوتی تھیں اور نہ ان کے استعمال میں کسی کو حقِ اوّلیت حاصل ہوتا تھا رسول اللہؐ نے فرمایا ہے:۔

لا حمیٰ الا اللہ ولرسولہ [2]	حمیٰ صرف اللہ اور اس کے رسولؐ (خلافت) کی ہے

---

[1] بخاری ج ۱ باب اذا اسلم قوم الخ صفحہ ۴۳۰ وحاشیہ فقہ عمر کتاب الجہاد صفحہ ۱۵ و مسویٰ شرح مؤطا باب الحمیٰ

[2] بخاری ج ۲ باب لا حمیٰ الا اللہ ولرسولہ۔

"حمیٰ" زمین کے ان قطعات کو کہتے ہیں جو گھاس وچارہ اُگنے اور جانوروں کے چرنے کے لئے خالی چھوڑ دیئے جاتے ہیں اور ان پر کاشت نہیں کی جاتی ہے۔

اِس حدیث میں تمام اُن چیزوں سے روکنے کی ممانعت داخل ہے جن میں رسول اللہؐ نے سب کو شریک ٹھہرایا ہے۔[1]

علامہ عینیؒ اس حدیث کے ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں۔

یدل علی ان حکم الاراضی الی الامام[2] — یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ آراضی کا معاملہ امام (خلافت) کے سپرد ہے۔

اور شاہ ولی اللہؒ کہتے ہیں:

لاحمی الا لبیت المال[3] — حمیٰ صرف بیت المال کی ہوتی ہے۔

علامہ عینیؒ آگے چل کر کہتے ہیں:

"کسی کو جائز نہیں ہے کہ حمیٰ اپنے جانوروں کے لئے خاص کرلے اور دوسرے کے جانوروں کو اس میں چرنے کی اجازت نہ دے، وہ صرف اللہ ورسولؐ اور خلیفہ کے لئے ہوتی ہے" یعنی کسی کے لئے مخصوص نہیں ہوتی ہے بلکہ اس میں تمام لوگ برابر کے شریک ہوتے ہیں۔[4]

خلافت جس طرح عام انسانوں کے لئے کاشت وزراعت کا انتظام کرنے کی ذمہ دار ہے اسی طرح جانوروں کے لئے گھاس وچارہ کا انتظام کرنے کی ذمہ دار ہے، یہی وجہ ہے کہ زمانۂ خلافت میں چراگاہوں کا مسئلہ خاص توجہ کا مرکز بنا رہتا تھا۔ خود رسول اللہؐ نے مدینہ طیبہ میں مقام "نقیع" کو حمیٰ قرار دے کر مہاجرین وانصار کے گھوڑوں کے لئے خاص کر دیا تھا۔ اور آپؐ کے بعد ابوبکرؓ نے "زبدہ" میں صدقہ کے اونٹوں کے لئے حمیٰ تجویز کی تھی، اسی طرح حضرت عمرؓ نے مقامِ سرف میں ایک حمیٰ مقرر کیا تھا۔

بخاری میں ہے کہ سرف اور زبدہ کی دونوں حمیٰ حضرت عمرؓ نے بنوائی تھیں۔[5]

---

[1] کتاب الاموال ص۲۹۵۔ [2] عمدۃ القاری ج۶ ص۲۹۔ باب لاحمی الا اللہ ولرسولہ۔ [3] مسوّیٰ شرح مؤطا ص۲۰۵

[4] عینی ج۶ ص۲۹ باب مذکور۔ [5] بخاری ج۲ باب لاحمی الا اللہ ولرسولہ۔

حضرت عمرؓ کو جانوروں کا یہاں تک خیال تھا کہ انھوں نے فرمایا:

لو مات کلب علی شاطی الفرات جوعا — اگر فرات کے کنارے بھوک کی وجہ سے کتا بھی

لکان عمر مسئولا عنه یوم القیمة [۱] — مرجائیگا تو قیامت کے دن عمرؓ سے باز پرس ہوگی۔

ایک اور موقع پر فرمایا:

والذی بعث محمدا بالحق لو ان جملا — اس ذات کی قسم جس نے محمدؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے

هلك ضياعا بشط الفرات خشيت — اگر کوئی اونٹ دریائے فرات کے کنارے ہلاک بھوک سے

ان یسأل الله عنه آل الخطاب [۲] — ہوجائے تو میں ڈرتا ہوں کہ اللہ اس کے بارے میں

خوش حالی وفارغ البالی کے پروگرام کو مزید وسیع کیا

(۳۲) حضرت عمرؓ نے رعا کی خوش حالی وفارغ البالی کے پروگرام کو مزید وسیع کیا اور ہر ایک کی معاشی کفالت کا اعلان کیا چنانچہ

ولا یدع فقیرا فی ولایته الا — مملکت میں ہر تنگدست کو دیا جائے ہر مدیون کا

اعطاه ولا مدیونا الا قضی عنه — دین ادا کیا جائے ہر کمزور کی مدد کی جائے۔

دینه ولا ضعیفا الا اعانه ولا — ہر مظلوم کی دست گیری کی جائے۔ ہر ظالم کو ظلم

مظلوما الا نصره ولا ظالما الا — سے روکا جائے، ہر ننگے کو کپڑا پہنایا جائے

منعه عن الظلم ولا عاریا الا — (غرض کوئی ضرورتمند ایسا نہ رہنے پائے جس کی

کساه کسوة۔ [۳] — ضرورت نہ پوری ہو)

دوسری جگہ ہے:

لیس لاحد الا له فی هذا المال حق [۴] — ہر شخص کا سرکاری خزانہ میں حق ہے۔

یہ سب توسیعی پروگرام کے تحت کیا تھا اگرچہ پہلے تفصیل کے ساتھ باضابطہ ثبوت نہیں ملتا ہے۔

---

[۱] توفیق الرحمٰن طبع مصر ص۳۲۔ [۲] ازالۃ الخفاء مقصد دوم کلمات فاروق اعظمؓ۔

[۳] شرح شرعۃ الاسلام سید علی زادہ از اسلام کا زرعی نظام ص۲۸۱۔ [۴] کتاب الاموال ص۲۳۳۔

غیر مسلموں کو حکومت میں شریک و دخیل بنایا

(۳۳) حضرت عمرؓ نے غیر مسلموں کو حکومت میں شریک و دخیل بنایا:

کتب عمر بن الخطاب الی اهل الکوفة یبعثون الیه رجلا من اخیرهم واصلحهم والی اهل البصرة کذلك والی اهل الشام کذلك۔[1]

حضرت عمرؓ نے اہلِ کوفہ۔ بصرہ، اور شام کو لکھا کہ اپنے میں سے بہتر اور صاحبِ صلاحیت فرد کو منتخب کر کے بھیجیں۔

اور اکثر سابق غیر مسلم افسران کو مقامی باشندوں کی مرضی سے بحال رکھا۔

علامہ مقریزیؒ کہتے ہیں کہ حکومت کا مزاج بدلنے کے بعد ان سب نے ظلم وستم کی راہیں چھوڑ دی تھیں۔

فکانت جبایتهم بالتعدیل۔[2] ان افسران کی تحصیل وصول عدل وانصاف کے ساتھ ہوگئی تھی۔

اصل چیز حکومت کا مزاج اور اس کی پالیسی ہے بسا اوقات غیر مسلم سے نظم و انتظام کی جیسی توقع ہوتی ہے۔ مسلم سے ایسی نہیں ہوتی ہے اس بناء پر حضرت عمرؓ نے پارٹی پالیٹکس کو اس میں داخل ہونے دیا اور نہ مسلم وغیر مسلم میں کوئی تفریق تھی۔ حالانکہ اس سے پہلے نظم و انتظام محدود ہونے کی وجہ سے غیر مسلموں کی زیادہ شرکت نہ تھی۔

ملکی انتظام کے لئے الگ الگ شعبے اور صیغے قائم کئے

(۳۴) حضرت عمرؓ نے توسیعی پروگرام کے تحت ملک کے صوبوں اور ضلعوں کی تقسیم کو وسیع کیا اور انتظام کے لئے الگ الگ صیغے اور شعبے قائم کئے۔

نیز عہدیداروں کے تقرر و انتخاب کے لئے ضابطے مقرر کئے اور ان کی تحقیق و تفتیش کے لئے خفیہ پولیس کا علیحدہ محکمہ قائم کیا مثلاً حالات زمانہ کی رعایت سے اونچے افسران اور گورنروں کے لئے یہ خصوصی قوانین تھے۔

(۱) ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہوں۔

(۲) باریک کپڑے نہ پہنیں۔

(۳) میدہ کی روٹی نہ کھائیں۔

---

[1] ایضاً باب فی تقبیل السواد واختیار الولاۃ ص۳۴۴۔ [2] کتاب الخطط للمقریزی ج۱ ص۱۲

(۴) لوگوں کی حاجتوں سے اپنے دروازے بند نہ کریں۔

(۵) بیماروں کی بیمار پرسی کے لئے جایا کریں۔[1]

اگر کوئی افسران باتوں کی خلاف ورزی کرتا تو اس کو نکال باہر کر دیا جاتا

اذا بلغه ان عامله لا یعود المریض	جب شکایت پہونچتی کہ آپ کا عامل مریض کی عیادت نہیں کرتا ہے
ولا یدخل علیه الضعیف نزعه[2]	اور کمزور وضعیف اس کے پاس نہیں آتے ہیں تو عامل کو نکال باہر کر دیتے۔

یا اس کے خلاف سخت کارروائی کی جاتی چنانچہ ایک شخص نے مصر کے حاکمِ اعلیٰ عیاضؓ بن غنم کی ان الفاظ میں شکایت کی:

"اے عمرؓ۔ کیا حاکموں سے صرف حلف لے لینے سے آپ کو اللہ کی بازپرس سے نجات مل جائے گی؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ عیاضؓ بن غنم باریک کپڑے پہنتا ہے اور دروازے پر دربان مقرر کر رکھا ہے۔"

یہ سنتے ہی حضرت عمرؓ نے محمدؓ بن مسلمہ (سفیر) کو حکم دیا کہ عیاضؓ بن غنم جس حالت میں ہو مہلت دیئے بغیر میرے پاس حاضر کرو۔ محمدؓ بن مسلمہ جب مصر پہونچے تو واقعی عیاضؓ بن غنم باریک کپڑا پہنے ہوئے تھے، حسب الحکم اور مہلت دیئے بغیر وہ اسی حالت میں لے آئے۔ حضرت عمرؓ نے دیکھنے کے بعد فرمایا:

انزع قمیصك ودعا بمدرعة	اپنی قمیص اتار کر کملی کا جبہ پہن لو۔
صوف وبربیضة من غنم وعصا	اور بکریوں کا گلہ و عصا لے کر جنگل
وقال البس هذه المدرعة وخذ	کی طرف جاؤ وہاں بکریاں چراؤ۔
هذه العصا وارع هذه الغنم واشرب	اور راستہ سے جو گزرے اس کو
واسق من مر بك[3]	پانی پلاؤ۔

حضرت عمرؓ سے ایک شخص نے ایک اور حاکم کی شکایت کی کہ اس نے مجھے سو کوڑے مارے ہیں:

---

[1] کتاب الخراج باب فی تقبیل السواد واختیار الولاۃ صہ۶۶ ۔ [2] ایضاً۔

[3] " " " " "

یا امیر المومنین عاملك ضربنی مائۃ سوط — اے امیر المومنین آپ کے عامل نے مجھے سو کوڑے مارے ہیں

حضرت عمرؓ نے تحقیق کے بعد فرمایا:

قم فاستقد منہ [1] — اُٹھ اور اس سے بدلہ لے لے

ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا کہ اگر کسی نے رعایا پر ظلم کیا تو ظالم کو زمین پر لٹا کر اس کے جبڑے پر اپنا پاؤں رکھوں گا اور حق کا اقرار کراؤں گا۔

حتی اضع خدہ علی الارض واضع قدمی علی الخد الآخر۔ [2] — میں اس کو زمین پر لٹا کر اس کے جبڑے پر اپنا پاؤں رکھوں گا۔

افسران کے اموال کی فہرست تیار کرنے کا حکم دیا

(۳۵) حضرت عمرؓ کا دستور تھا کہ جب کوئی افسر اعلیٰ مقرر کرتے تو اس کے پاس جس قدر مال و اسباب ہوتا اس کی مفصل فہرست تیار کرا کے دفتر میں محفوظ رکھتے اگر معمولی حالت میں غیر معمولی ترقی ہوتی تو اس سے مواخذہ کرتے تھے:

کان عمر بن الخطاب یکتب اموال عمالہ اذ ولاہم ثم یقاسمہم مازاد علی ذلك [3] — حضرت عمرؓ جب کسی کو حاکم اعلیٰ بناتے تو اس کے اموال کی فہرست تیار کراتے پھر جو اس سے زیادہ ہوتا اس کو لوگوں میں تقسیم کر دیتے۔

بعض اعلیٰ افسران کے محل کو جلانے کا حکم دیا

(۳۶) حضرت عمرؓ نے سیاستِ شرعیہ کے تحت بعض اعلیٰ افسران کے محل کو جلانے کا حکم دیا: حضرت سعدؓ بن وقاص کی لوگوں نے شکایت کی کہ وہ حکم کے خلاف اپنے گھر میں عدالت کرتے ہیں باہر نہیں کرتے ہیں، یہ سن کر عمرؓ نے محمدؓ بن مسلمہ کو بلا کر کہا:

اذهب الی سعد بالکوفۃ فحرق علیہ قصرہ ولا تحدثن حدثا حتی تاتینی۔ — سعد کے پاس کوفہ جاؤ اور ان کے محل کو جلا دو وہاں اور کوئی بات نہ کرو یہاں تک کہ میرے پاس آجاؤ۔

محمدؓ بن مسلمہ حکم کی تعمیل میں کوفہ گئے، وہاں ایک نبطی سے لکڑی کا گٹھا خریدا اور محل کو آگ لگا دی۔ سعدؓ نے نکل کر پوچھا:

---

[1] کتاب الخراج باب فی تفضیل السواد واختیار الولاۃ ص۶۶ ۔ [2] ایضاً ص۶۷ ۔ [3] فتوح البلدان ص۲۱۹ ۔

ما ھذا — یہ کیا حرکت ہے۔

ابن مسلمہ رضؓ نے جواب دیا:

عزمة امیر المومنین — امیر المومنین کا حکم ہے

یہ سُن کر وہ خاموش ہو گئے اور محل جل گیا۔ سعدؓ نے ابن مسلمہؓ کو سفر خرچ دینا چاہا لیکن انھوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ واپسی پر حضرت عمرؓ نے سفر خرچ کے بارے میں پوچھا:

ھلّا قبلت نفقته — تم نے خرچ کیوں نہیں قبول کیا۔

جواب دیا:

انك قلت لا تحدثن حدثا حتی تاتینی [1] — آپ نے کہا تھا کہ اور کوئی نئی بات نہ کرنا یہاں تک کہ میرے پاس آجاؤ۔

شراب والی بستی کو جلانے کا حکم دیا

(۳۷) حضرت عمرؓ نے سیاستِ شرعیہ کے تحت ایک ایسی بستی کو جلانے کا حکم دیا جس میں شراب بیچی جاتی تھی۔

وحرق قریة یباع فیھا الخمر [2] — ایک بستی کو جلایا جس میں شراب بیچی جاتی تھی۔

اسی طرح رویشد ثقفی (شراب بیچنے والا) کی دوکان جلانے کا حکم دیا۔[3]

وامر ایضا بتحریق حانوت رویشد الثقفی الذی کان یبیع الخمر وقال له انت فویسق ولست برویشد [4] — رویشد ثقفی کی دوکان جلانے کا حکم دیا جو شراب بیچتا تھا اور کہا کہ تو رویشد نہیں بلکہ فویسق ہے۔

(باقی)

---

[1] الطرق الحکمیه فصل سلوک الصحابة لبعض الاحکام ص۱۵

[2] ایضاً ص۱۶ - [3] ایضاً۔

[4] تبصرة الحکام فی القضاء بالسیاسة الشرعیه الفصل الاول۔